قیمت سالانہ تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

حقیقی نور وہ ہے جو دنیا میں کہ ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نور افشاں

ہمایوں نور افشاں ۱۹۲۶ء ہے ضیا پاش

ایڈیٹر
پادری ایس۔ ایم۔ پال
۴۷ نکلسن روڈ
لاہور
ہر قسم کے مضامین اور خبریں وغیرہ صرف ایڈیٹر کے نام ارسال کرنا چاہئے

مینیجر
پادری ایچ۔ اے۔ ڈبلی صاحب ایس۔ ٹی۔ ایم
ایمپریس روڈ۔ لاہور
ہر قسم کی خط و کتابت در بارہ تبدیلی مقام و اشتہارات و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ارسال ہونا چاہئے

جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۷

شعر و سخن

رازِ ہستی

(از قلم شاعر شیریں بیان جناب پی۔ این بھگوت صاحب بی۔ اے)

شکایت لب تک آئے نہ محبت اسکو کہتے ہیں
تو اس دنیا میں جو یوں عشق کی کر داستاں تازہ
تو اپنے دل میں لا ہرگز نہ خوف یاس و حرماں کا
اگر ہمت کرے تو مشکلیں آسان ہو جائیں
ہزاروں حسرتیں دل میں سدا بستی رہیں لیکن
سدا معشوق و عاشق میں محبت کے ترانے ہوں
فنا فی اللہ جو ہو جائے تو حق کو دیکھ لیگا تو

بشکل شمع چپ رہ ضبط الفت اسکو کہتے ہیں
کہ مجنوں دیکھ شرما جائے الفت اسکو کہتے ہیں
مصیبت میں بھی ہو شاداں کہ راحت اسکو کہتے ہیں
تو مشکل کو بھی رکھ آگے کہ ہمت اسکو کہتے ہیں
نہ ہرگز کم ہو مرنے سے جو حسرت اسکو کہتے ہیں
نہ جھگڑے پاس آئیں بزم عشرت اسکو کہتے ہیں
نہ دل میں ہو منی دائی عبادت اسکو کہتے ہیں

دریں حسرت سرا عمریست افسون جرس دارم
ز فیض دل طپیدن ہا خروش بے نفس دارم
(اقبال)

جو راحت کی تمنا ہو نہ ہے غم آشنا کوئی
محبت میں سما ہو جینے کی اگر خواہش سدا دل میں
مصیبت سے نہ ہو ترساں یہی انجام راحت ہے
جو رہتے سکھ کے ہے یہاں رنج و الم ہوتا

رکھے صیاد کا کھٹکا جو ہو نغمہ سرا کوئی
تو ہرگز وہ کرے ظاہر نہ شکوہ اور گلا کوئی
اے ناداں انہیں ہو دل بنا حسرت سرا کوئی
تو دل کے شاد کرنے کو ہے چندہ بس جو گر کوئی

نہیں تیری یہ نومیدی سدا رہنے کی دنیا میں
میری نومیدی الہی ختم کر اب فنا ہو جا
خروش بوم سے بیزار ہو قصباں زمانے میں
نہیں ظلمت میں رہنے کو کیا پیدا تجھے حق نے

کہ جینے سے مصیبت کے ہے انساں سہی بنا کوئی
کہ دنیا میں عبث ڈھونڈے کوئی اہل وفا کوئی
الہی ماجرا کیا ہے نہیں ملتا ہما کوئی
حقیقت دیکھ دنیا کی کیا ہے کیا بنا کوئی

غرق آب شو یا اندر آتش سوز و بریاں شو
بہر نوعیکہ باشد وجہ خیر نوع انساں شو

کہاں تک ہے تجھے یارب امید آرزو رہنا
تمنا ہو اگر تجھ کو جنت میں ہی رہنے کی
گزاری عمر یونہی تو نے دنیا میں اے غافل
نہ لا ہرگز تو دل میں خوف دنیا کے مظالم کا
نہیں سمجھا اگر تو نے کہ ہستی کس کو کہتے ہیں
خدا نے ہم کو دنیا میں دیا دین محبت ہے
محبت دین و ایماں ہے یہی فرمان اللہ ہے
مٹا دے سب منی دانی یہی بس راز ہستی ہے

چمن زار محبت میں سدا بے آبرو رہنا
تو گل سے سیکھ لے آنا و احسان رفو رہنا
کہ سیکھا تو نے دنیا سے سدا بیگانہ خو رہنا
بنا ہے مقصد ہستی سدا بے آبرو رہنا
اگر سمجھا تو یہ سمجھا کہ شیدائے سبو رہنا
یہ سیکھا ہے کہاں تو نے اے ناداں عدو رہنا
نہیں ممکن بیاں دل میں خیال ان کو رہنا
جو ہو خواہش ترے دل میں یہاں با آبرو رہنا

چہ غفلت میکنی آدر بہ درس وفا مارا
چو بینی خشک ایں جا آب دریائے وفا مارا

التماس۔ نور افشاں کے ہر ایک خریدار سے التماس ہے کہ نور افشاں کے لئے ایک ایک نیا خریدار بہم پہنچا کر مشکور فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

نور افشان

۱۵ فروری ۱۹۲۶ء لاہور

مولوی ثناء اللہ صاحب اب کیا کرینگے

(۷)

چل میرے خامہ بسم اللہ

خیر! جب مولوی صاحب سے آیت محولہ بالا کا جواب نہ بن سکا تو آپنے بہ مصداق ڈوبتے کو تنکے کا سہارا اس آیت کو پیش کیا کہ "اما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیہ" بیچارے کو اتنا بھی خیال نہیں رہا کہ اس آیت میں اور آیت محولہ بالا میں کھلا اختلاف ہے یعنے آیت محولہ بالا میں صاف طور پر یہ اعلان ہے کہ جو شخص ذرہ بھر بھی نیکی یا بدی کریگا وہ اسکی جزا یا سزا کو بھگتیگا اور آیت اما من ثقلت موازینہ میں یہ اعلان ہے کہ نہیں ذرہ ذرہ کا حساب کتاب غلط ہے۔ بلکہ "جس کے اعمال میں اکثریت اچھی ہوگی وہ نجات پا جائیگا" اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے فرض کیجیے کہ زید کے اعمالنامہ میں سو نیکی ہیں اور دس بدی ہیں۔ ظاہر ہے کہ زید کے اعمال میں اکثریت اچھی ہے۔ لہذا مولوی صاحب کے عقیدہ کی بنا پر زید کی دس بدیوں کی بازپرس نہ ہوگی۔ اور وہ سیدھا جنت کو سدھاریگا۔ لیکن آیت ومن یعمل مثقال ذرۃ الخ یہ کہتی ہے کہ مولوی ثناء اللہ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ یعنے زید کی ان دس بدکاریوں کا بھی مواخذہ ہوگا جو زید سے سرزد ہوئی ہیں۔

میں پوچھتا ہوں کہ اگر خدا کو یہی منظور تھا کہ "جس کے اعمال میں اکثریت اچھی ہو وہ نجات پا جائے" تو آیت ومن یعمل مثقال ذرۃ الخ کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا یہ صرف دھمکی ہی دھمکی ہے۔ جس میں کوئی حقیقت نہیں۔ اگر یہی ہے تو پھر سارے قرآن شریف کا خدا حافظ ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی برہان تطبیق

اس آیت میں ایک اور بڑی قباحت ہے۔ وہ یہ کہ اگر مولوی صاحب نے دروغ مصلحت آمیز سے کام نہیں لیا ہے تو از روئے قرآن شریف ہر ایک انسان کو گرانکم وہاں تک گناہ کرنے کی اجازت ہے۔ جہاں تک اُسکے گناہ ایک ڈگری اُسکی نیکیوں سے کم ہوں۔ مثلاً بقول مولوی صاحب اگر زید نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے تو اگر وہ زنا کرے تو وہ جنت میں جائیگا۔ کیونکہ ایک گناہ کے مقابلہ میں دو نیکیوں میں "کثرت اچھی" ہے۔ اسی طرح اگر زید نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اور حج کرتا ہے تو اگر وہ جھوٹ بولے اور چوری کرے تو وہ سیدھا جنت کو سدھاریگا کیونکہ دو گناہ کے مقابلہ میں تین نیکیوں میں "کثرت اچھی" ہے۔ علی ہذا القیاس اگر زید نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے حج کرتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ اگر وہ شراب پئے۔ جوا کھیلے۔ قتل کرے تو وہ بلاشک سیدھا جنت میں جائیگا کیونکہ تین گناہوں کے مقابلہ میں چار نیکیوں میں "کثرت اچھی" ہے۔ اگر آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کے عقیدہ کے موافق از طریق بالا نیکیوں اور بدیوں کا مقابلہ کرتے جائیں تو وہ شخص جسکی نیکیوں اور بدیوں میں سو اور ننانوے کا بھی فرق ہو یقیناً جنت میں جائیگا۔

پس ہو چیو بشارت واسطے مولوی ثناء اللہ کے، ہے نام جنکا مختلف اور زبانوں کے خلعت لڑکو نکل جنی واسطے ان کے جو چلتے ہیں پیچھے پیچھے اُن کے ساتھ خطاب اہلحدیث کے، کر جاؤ گے تم بیچ جنت کے اگر ہوا اوپر تمہارے گناہوں کے زیادہ ایک نیکی بھی۔ پس کرو تم گناہ ہی اور اُڑاؤ تم گلچھرے ہو سکیں جتنے بھی تم سے۔ مگر ساتھ اس شرط کے کہ رکھیو حساب اس بات کا کہ رہے بیچ اعمال تمہارے ایک درجہ زیادہ اوپر تمہارے گناہوں کے۔

فلسفہ کی کتابوں میں بہت سے براہین ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام برہان تطبیق ہے۔ متکلمین اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ دنیا محدود ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ اگر گناہ بمقابلہ نیکی کے محدود ہو تو اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ خواہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں یہ ہے اسلام کی نجات جس پر ہمارے اہلحدیث دوست کو بہت کچھ ناز ہے۔

شاید اسی آیت بالا کی بنا پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے گورداسپور کی عدالت میں حلفیہ بیان دیا تھا کہ دروغ گو جعلساز، بہتان باندھنے والا، افترا باندھنے والا، دغا دینے والا ایک معنے سے متقی ہے۔ بشرطیکہ توحید پر قائم ہو۔ ہم ناظرین نور افشاں کی دلچسپی کے لئے مولوی صاحب کے حلفیہ بیان کی نقل اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۶ جون ۱۹۱۰ء سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تا ناظرین کو اسلام کی نجات اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔ وہ یہ ہے:۔

"نقل حلفیہ بیان مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

درعدالت لالہ آتما رام صاحب سابق مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور

نماز پڑھنے والا۔ زنا کرنے والا ایک قسم کا متقی ہو قرآن کا کوئی حکم توڑنے والا بھی متقی ہو سکتا ہے دروغ گو میں اگر اور اوصاف شرعیہ ہیں تو وہ ایک معنے میں متقی ہو سکتا ہے (قرآن حمائل ترجمہ نذیر احمد) اسکے ۸۰ صفحے پر جن متقیوں کا ذکر ہے وہ یہ ہیں۔ صبر کرنے والے۔ سچ بولنے والے اور خدا کی تابعداری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور صبح کے وقت بخشش مانگنے والے۔ یہ تمام صفات اس متقی میں ہونی چاہئے۔ جنکا ذکر اس آیت میں ہے یہ خاص متقی ہیں۔ اگر ان صفتوں میں سے کوئی صفت جاتی رہے تو ان معنوں میں متقی نہ ہوگا۔ یہ تعریف قرآن کے خاص اس قسم کے متقیوں کی ہے۔ جنکا ذکر اس میں ہے قرآن کی پہلی آیت میں جو متقی ہیں اور اس آیت میں جو متقی ہیں ان میں فرق ہے۔ ایک شخص جھوٹ بولکر پہلی آیت کے معنوں میں متقی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اور احکام کا پابند ہو۔ اگر یہیں اس کے



دیگر احکام کی پابندی کا علم نہیں ہے تو ہم اُسے متقی سے الگ نہیں کر سکتے۔ جھوٹ بولنا سرقات میں ایک معنے سے منع ہے۔ یعنے گناہ ہو فاسق ایک معنے سے متقی ہو سکتا ہے جھوٹ فجوری یعنی گناہ فاسق ایک معنے سے متقی ہو سکتا ہے جھوٹ فجوری یعنی گناہ فاجر کا اور فجوری کا ذب ایک شخص میں ظاہر ہے۔ ایک شخص بد اصل تقوےٰ حاصل کر کے کریم شریعت میں کہلا سکتا ہے۔ ہیں شرعی حیثیت سے کہونگا ایک شخص شریف الذہن تقوے چھوڑ کر میرے علم میں لئیم نہیں ہے۔ شرعی لحاظ سے کریم نہیں ہوتا۔ شرعی احکام کے لحاظ سے لئیم ہوگا۔ بشرطیکہ اس میں کل عیب شرعی پائے جاویں ؎

دروغ گو۔ جعلساز۔ بہتان باندھنے والا۔ افترا باندھنے والا۔ دغا دینے والا ایک معنے سے متقی ہے۔ بشرطیکہ خدا کی توحید پر قائم ہو۔"

یعنے جو کچھ چاہو سو کرو۔ صرف لا الٰہ الا اللہ پڑھو تو سیدھے جنت میں جا بسوگے۔ یہی وہ بات ہے جسکے متعلق میں نے اپنے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہوگیا" میں لکھا تھا کہ اسلام میں نیک اعمال صرف ہاتھی کے دکھانے کے دانت ہیں اور ایک حدیث کو بطور سند کے نقل کیا تھا۔ جسکے جواب سے مولوی صاحب ایسے قاصر رہے ہیں کہ گویا وہ حدیث میرے رسالہ بالا میں ہے ہی نہیں۔ وہ حدیث یہ ہے۔

وعن ابی ذر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض وھو نائم ثم اتیتہ وقد استیقظ فقال ما من عبد قال لا الٰہ الا اللہ ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر وکان ابوذر اذا حدث بھذا قال وان رغم انف ابی ذر۔ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ذر نے کہا میں حضرت صلعم کے پاس آیا آپ سوئے تھے۔ اور آپ پر سفید کپڑا تھا جب میں پھر آیا تو آپ جاگتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک بندہ جو لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس پر مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا کہ اگرچہ وہ چور یا زناکار ہو۔ آپ نے کہا کہ اگرچہ چور یا زانی ہو پھر میں نے کہا اگرچہ وہ چور یا زانی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ چور یا زانی ہو پھر میں نے کہا اگرچہ وہ چور یا زانی ہو۔ آپ نے کہا اگرچہ وہ چور یا زانی ہو اگرچہ یہ بات ابوذر کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ (میں کیوں مسیحی ہوگیا۔ صفحہ ۳۵)

لمعات

پیغام صلح کی عبرانی دانی

قادیانیوں کی لاہوری جماعت جب سے قادیان سے بوریا بستر اٹھا کر لاہور میں آ براجمان ہوئی ہے تب سے احمدیت کا یہ اخذ افرقہ اس پر اُدھار کھائے بیٹھا ہے کہ مسیحی مذہب کی مخالفت کے بہانے سے اسلام کے گلے پر اُلٹی چھری پھیر دے اور یورپ کے دہریوں اور ملاحدوں کے اعتراضات کو بخط منحنی یعنے انڈیرکٹ طور پر اسلام پر وارد کر کے جو کسر مرزا غلام احمد صاحب سے باقی رہ گئی تھی اُسکو پورا کر کے جلد سے جلد اسلام کا مرثیہ پڑھ دے۔ چنانچہ ایک پردہ نشین احمدی جو کسی مصلحت سے اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہے پیغام صلح کی دو اشاعت قریب میں "عمانوایل کا مصداق حقیقی" کے تحت میں لکھتا ہے کہ

"پچھلے مضمون میں مسیحیوں کی اس ناکام کوشش کا ذکر کر چکا ہوں جو انہوں نے عمانوایل کی پیشگوئی کو جناب مسیح پر چسپاں کرنے کے لئے اور الماہ کا غلط ترجمہ کنواری کر کے حضرت مسیح کو آفتاب پرستوں کی تقلید میں کنواری ماں سے تولد شدہ مان کر اس پیشگوئی کو محرف کر کے اُن پر لگانا چاہا۔ ظاہر ہے کہ اصل پیشگوئی میں کنواری کا لفظ نہیں۔ پس کنواری سے پیدا ہونے کا جھگڑا ہی ختم ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کا اصل مصداق کون ہے۔" (پیغام صلح ۵ فروری ۱۹۲۶ء)

حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے دور قمری کے متعلق چند پیشین گوئی کی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زریں ہمہ بر گردن خر می بینم

آج اگر حضرت حافظ زندہ ہوتے اور پیغام صلح کے اوراق میں اپنی پیشگوئی کو پوری ہوتی دیکھتے تو کس قدر خوش ہو جاتے کیا یہ دور قمری کی ستم ظریفی نہیں کہ ایک ایسا شخص ایک ایسے لفظ پر بحث کرنے لگتا ہے جس سے وہ خود مطلق واقف نہیں اور جسکو اپنی ہمہ دعوائے ہمہ دانی ابھی بھی تمیز نہیں کہ اس کا درست ہجا کیا ہے۔ بعینہ یہی حال ہے ہمارے پردہ نشین احمدی صاحب کا۔ آپ بحث کرنے لگے لفظ علمہ (עלמה) پر لیکن لکھتے ہیں "الماہ" جسکو غالباً کیا بلکہ یقیناً کسی لامذہب انگریز کی کتاب سے اڑا لیا ہے۔ کیونکہ انگریزی حروف تہجی میں عین (ع) نہیں ہوتا۔ اس لئے انگریزی میں عین کے عوض میں الف (ا) لکھ دیتے ہیں اور خون لگا کر اپنا نام شہیدوں کی فہرست میں لکھوا لیا۔

ہمارا مطلق ارادہ نہ تھا کہ اس کے متعلق کچھ لکھیں۔ اور نہ لکھنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے یہ وہ مسئلہ ہے جس کے مسیحی متکلمین نے ایسے پرخچے اڑائے ہیں کہ کوئی باحیا شخص پھر اس پر قلم نہیں اٹھائیگا کیونکہ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ علمہ کے معنے میں کنواری اور وہ عورت جو سن بلوغ کو پہنچ چکی ہو۔ اگر ہمیں یہ یقین ہو جاتا کہ یہ پردہ نشین یا پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب عبرانی کے الف بے بھی جانتے ہیں تو ہم سینکڑوں شواہد پیش کرتے۔ لیکن اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بالفرض محال اگر مسیحیوں نے یہ غلطی کی کہ "حضرت مسیح کو کنواری ماں سے تولد شدہ مان لیا" تو قرآن شریف اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیا سوجھا تھا کہ مسیحیوں کی آفتاب پرستی کی "تقلید" کے مقلد بنگئے اور ڈبل بلکہ ٹرپل غلطی کے مرتکب ہوکر "حضرت مسیح کو کنواری ماں سے تولد شدہ مان لیا۔" چونکہ یہ پردہ نشین خود اسلام سے مطلق واقف نہیں ہے۔ اس لئے ہم ان کو

یہ صلاح دیتے ہیں کہ آپ مقدس آب مولوی محمد علی صاحب سے عیسیٰ ابن مریم کا جواب لکھوائے جسکا خاص موضوع یہی مسئلہ ہے ؎

نہ خنجر اُٹھیگا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

یہی پیغام صلح جو درحقیقت پیغام جنگ ہے "بائبل کی زبان" کے تحت میں لکھتا ہے کہ "بدترین دشمن اسلام بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن مجید کی زبان فحش یا اس کے لفظ پایۂ تہذیب سے گرے ہوئے ہیں"۔ پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب صرف نئے اور ناتجربہ کار ایڈیٹر نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کے فضل سے احمدیت سے بھی کورے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر آپ کو مرزا صاحب کی تصانیف پر عبور حاصل ہوتا تو ہرگز ایسا دعوٰے نہ کرتے۔ لیجئے ہم بدترین دشمنِ اسلام کی نہیں بلکہ بقول قادیانیوں کے ایک آخری نبی اسلام کی گواہی پیش کرتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کے الفاظ اور اسکی زبان کے متعلق کیا فتوے دیتا ہے۔ سُن لیجئے۔

"قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر اُن پر لعنت بھیجتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے اولٰئک علیہم لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین خالدین فیہا۔ الجزو ۲ سورۃ بقر۔ اولٰئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون الجزو نمبر ۲ ایسا ہی ظاہر ہے کہ کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف نہ صرف حیوان بلکہ کفار اور منکرین کو دنیا کے تمام حیوانات سے بدتر قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے ان شر الدواب عند اللہ الذین کفروا۔ ایسا ہی ظاہر ہے کہ کسی خاص آدمی کا نام لیکر یا اشارہ کے طور پر اسکو نشانہ بنا کر گالی دینا زمانہ حال کی تہذیب کے برخلاف ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے قرآن میں بعض کا نام ابولہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر رکھا اور ابوجہل تو خود مشہور ہے ایسا ولید مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون و لا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم سنسمہ علی الخرطوم دیکھو سورۃ القلم الجزو نمبر ۲۹۔ یعنے تُو ان مکذبوں کے کہنے پر مت چل جو بدل اس بات کے آرزومند ہیں کہ ہمارے معبودوں کو بُرا مت کہو اور ہمارے مذہب کی ہجو مت کرو تو پھر ہم بھی تمہارے مذہب کی نسبت ہاں میں ہاں ملاتے رہینگے۔ اُن کی چرب زبانی کا خیال مت کرو۔ یہ شخص جو مداہنہ کا خواستگار ہے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والا اور ضعیف الرائے اور ذلیل آدمی ہے۔ دوسروں کا عیب ڈھونڈنے والا اور سخن چینی سے لوگوں میں تفرقہ ڈالنے والا اور نیکی کی راہوں سے روکنے والا زناکار اور باایں ہمہ نہایت درجہ کا بدخلق اور ان سب باتوں کے بعد ولدالزنا بھی ہے۔ عنقریب ہم اُس کے اس ناک پر جو سؤر کی طرح بہت لمبا ہو گیا ہے۔ داغ لگا دینگے یعنی ناک سے رسوم اور ننگ و ناموس کی پابندی ہے جو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے (اے خدائے قادر مطلق ہماری قوم کے بعض لمبی ناک والوں کی ناک پر بھی اُسترہ رکھ) اب کہئے حضرت مولوی صاحب کیا آپ کے نزدیک ان جامع نقطوں سے کوئی گالی باہر رہ گئی ہے اور اس جگہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ ہے کہ ولید مغیرہ نے نرمی اختیار کر کے چاہا کہ ہم سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ اُسکے جواب میں اُسکے تمام پردے کھولے گئے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مومنین سے مداہنہ کی امید مت رکھو۔" منہ

(ازالہ اوہام - حاشیہ صـ ۹۰۲ تا صـ ۹۰۴)

پھر اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "پھر اقرار کرنا پڑیگا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے۔" (صـ ۹۰۴) آپنے "ترکیہ ناول" کے چند ملحد اور بے دین ظرفداروں کی شہر کھانی کا ذکر کیا ہے جن سے ہم کو چنداں شکایت بھی نہیں ہے کیونکہ جو لوگ خود خدا کو گالیاں دیتے ہیں اگر وہ اسکی کتاب کو بُرا کہیں تو اس میں کیا تعجب ہے۔ لیکن ہم نے جس شخص کی گواہی پیش کی ہے اُن کی قدر و منزلت کم از کم آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ریویوز

پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انار کلی لاہور کی طرف سے ہمارے پاس ذیل کی دو کتابیں بغرض ریویو موصول ہوئی ہیں:-

(۱) **خدا کی جہات ثلاثہ**۔ مصنفہ جناب پادری ڈبلیو ایچ۔ ٹی گیرڈ صاحب بی۔ اے جسکو جناب فضیلت مآب پادری این طالب الدین صاحب نے نہایت سلیس اور شائستہ اُردو میں ترجمہ کیا ہے یہ کتاب گویا الہیات کی جان ہے۔ اس میں بالتخصیص مسئلہ تثلیث و کفارہ پر نہایت مدلل و معقول رنگ میں بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب مسلمانوں کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگی۔ امید ہے کہ ہر علاقہ کے مشنری صاحبان اس کتاب کو بکثرت مسلمانوں میں تقسیم کرینگے۔ طباعت کتابت اعلےٰ قیمت ۳/

(۲) **حقوق و فرائض نسوانی**۔ ہندوستان میں زناشوئی کے تعلقات جس قدر ابتر ہیں وہ ہم سب پر ظاہر ہیں۔ اگر اس کتاب کی کافی اشاعت کی جائے تو یقیناً ہر ایک عیالدار شخص کو اس سے بے حد فائدہ پہونچیگا۔ مرد اپنی بیوی کے فرائض سے اور بیوی اپنے شوہر کے فرائض اور حقوق سے واقف ہو کر باہم شیر و شکر کی طرح رہنے لگینگے۔ طباعت کتابت اعلےٰ قیمت ۵/

دونوں کتابیں رلیجس بک سوسائٹی انار کلی۔ لاہور سے مل سکتی ہیں۔



خاص مضامین

کتب عہد جدید کی صحت پر ایک محققانہ نظر

(۱۰)

دوم۔ انجیل جلیل کی کتب ابتدا ہی سے پائیدار شے پر لکھی گئیں اور وہ شے ایسی پائیدار تھی کہ اب انیس صدیاں گذر نے پر بھی اور حوادث زمانہ کے باوجود بھی تین صدیوں کے نسخہ ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ لیکن سارے قرآن شریف کی اول تو نقل نہ کی گئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کا ایک حصہ تلف ہو گیا اور جب نقل کی گئی تو پائیدار شے پر نقل کی نہ گئی یعنی بقول کاتب قرآن زید بن ثابت "میں نے جابجا کھوج کیا قرآن کا اور جمع کیا اسکو کھجور کے پتوں اور سفید پتھر کی تختیوں۔ کاغذ کے پرزوں۔ چمڑے کے پارچوں شانے کی ہڈیوں اور کجاوہ کی لکڑیوں اور لوگوں کے سینوں سے۔ اب ظاہر ہے کہ ان تمام اشیا میں سے بجز کاغذ کے پرزوں۔ چمڑے کے پارچوں اور پتھر کی تختیوں کے جن پر قرآن شریف نسبتاً کم لکھا جاتا تھا کیونکہ عرب میں یہ اشیا آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتی تھیں۔ دوسرے کوئی شے بھی پائیدار نہیں ہے اور نہ کوئی جگہ تھی جس میں یہ پائیدار اشیا بھی بحفاظت تمام رکھی جاتی ہوں۔ اور نہ کوئی ثبوت ہے کہ ان کی حفاظت کی کوئی احتیاط بھی کی گئی ہو۔ دور حاضرہ کے مسلمان قرآن کی خاطر جان تک دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ تاہم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب اپنے قرآن کی لکھنو ایڈیشن کی طباعت کی نسبت شاکی تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ "کام حسب خواہ نہیں ہوتا تھا۔ مترجم نے اس سے بے تعلقی کر لی" (دیباچہ ایڈیشن ترجمہ مقابل صفحہ ۱) پھر آپ حمائل کی ایڈیشن کی نسبت فرماتے ہیں "حمائل مترجم .... جسکو سپرد تھیں اُس نے لالچ میں آکر اپنے ایک ناڑی بھائی کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے بلا ضرورت پوری ادھوری۔ اُلٹی پلٹی زاب تناپ جلدیں بندھوا ڈالیں۔ اور بندھوائیں تھیں تو خیر۔ غضب یہ کیا کہ مولی گاجر کی طرح صندوقوں میں بھر کر اپنی دکان کے ایک کونے میں رکھوا دیں اور پھر خبر نہ لی۔ ساری برسات گذری اور مکان ٹپاٹپ ٹپکا کیا۔ جلدیں بگڑیں سو بگڑیں پھپھوندی لگ کر ساری حمائلیں بدروپ ہو گئیں (دیباچہ حمائل مترجم ۱۳۱۹ھ صفحہ ۱) جب دور حاضرہ کے مسلمانوں کی احتیاط کا یہ عالم ہے تو زمانہ سلف کی قرآنی آیات کا کیا حال ہوگا۔ جب اُمت محمدیہ میں منافقین کے گروہ کی تعداد بے شمار تھی۔ پھر حافظ آخر بشر تھے۔ ان حافظوں کے سینوں سے بھی یاد کردہ آیتیں مٹ سکتی تھیں۔ حافظہ میں بھی گڑبڑ ہو سکتا تھا۔ اور اگر حافظ راہ خدا میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا تو وہ حصہ بھی قرآن کا جو صرف اسکو یاد تھا اس کے ساتھ ہی روئے زمین سے مفقود ہو گیا۔ غرضیکہ جہاں انجیل جلیل کی کتب شروع ہی سے پائیدار اشیا پر تحریر کی گئیں۔ وہاں قرآن شریف نہایت غیر محفوظ حالت میں رہا۔ اور تحفظ قرآن کا کوئی محکم آلہ نہ تھا۔

سوم۔ جہاں انجیل جلیل کی کتب کے کاتب نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے ان کتب مقدسہ کی نقل کیا کرتے تھے۔ وہاں قرآن مجید کے کاتب مسلمان نہیں بلکہ اہل یہود ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت نے زید بن ثابت کو یہود سے لکھنا سیکھنے کا حکم دیا۔ ایک اور کاتب عبد اللہ بن ابی سرح کی نسبت لکھا ہے کہ "وہ قرآن کو بحکم محمد لکھا کرتا تھا اور جیسا چاہتا تھا بدل کر لکھ دیتا تھا" (مغازی الرسول از واقدی) حضرت کے وقت کاتبوں کا یہ حال تھا۔ حضرت کے زمانہ کے بعد ان اشخاص کو جنکو آنحضرت نے مستند قرار دیا تھا کسی نے جمع قرآن کے وقت نہ پوچھا۔

برکت اللہ

کتاب ہستی

۸

دوسری فصل

عالم ہستی سے خدا کا رشتہ

ہم کہہ چکے ہیں کہ عالم ہستی کے قبل خدا کی پاک ہستی کا تصور ذہن انسانی اور کلام ربانی میں موجود ہے اور یہ تصور ایسا اٹل اور پائدار ہے کہ کسی کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا ہے۔ اب اگر اس تصور کی حقانیت ثابت ہو تو پھر دوسرا سوال ذہن انسانی میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ عالم ہستی انسانی ذہن سے خارج میں موجود ہے اس عالم ہستی سے خدا کا کیا رشتہ و تعلق مانا جا سکتا ہے؟ کیا خود خدا ہی تو عالم ہستی نہیں بنگیا ہے؟ کیا عالم ہستی خدا کے سوا حقیقت ہو کر ازل سے خود ہست تو نہیں چلی آئی ہے؟ اگر یہ دونوں باتیں باطل ہوں تو کیا عالم ہستی اُس بزرگ تر ہستی کی پیدا و خلق شدہ تو نہیں ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے اُسے لباس ہستی پہنا دیا تھا؟ ذہن انسانی ان تینوں سوالوں کے جواب اثبات میں دیتا چلا آیا ہے۔ اسوجہ سے انسانوں کی پشت حاضرہ نے اپنے لئے خود ان کا جواب تجویز کرنا ہے گویا اپنے قدما کے مسلمات کی نظر ثانی کر کے اپنے لئے مذکورہ بالا تین عقائد میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہے۔

خود ہست ہستی کے لوازم

خود ہست ہستی کا اول لازمہ یہ تجویز کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی حیات و بقا کے لئے ایسے قوا و اوصاف رکھے جو اسکی حیات و بقا کے لئے موافق و موزوں ہوں۔ وہ اپنی ذات و صفات میں کامل ہو جو آپ میں یکساں و غیر متغیر ہونے کا وصف رکھتی ہو۔ وہ آپ ہی اپنی ذات سے قائم و دائم ہو۔ اسباب خارجی اور حوادث زمانی و مکانی کے اثر و عمل سے محفوظ ہو۔ وہ محتاج بالغیر نہ ہو۔ دوسرا لازمہ خود ہست ہستی کا یہ مانا جا سکتا ہے کہ وہ خود شناس ہو۔ وہ انتہائی معنا میں عالم ہو۔

تغیر لازمہ خود ہست ہستی کا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ انتہائی معانی کی قادر ہو۔ وہ اپنی زندگی کے جملہ ارادوں اور تدبیروں کو تکمیل تک پہنچانے میں قادر ہو۔

چوتھے وہ خود ہست ہستی اپنی ذات میں واحد ہو ساخت و ترکیب سے بے نیاز ہو

پانچویں وہ فاعل ہونے کی قابلیت رکھتی ہو۔ وہ اپنے فعل کے حسب منشا نتائج پیدا کر کے ان پر حکمران ہونے کی لیاقت رکھتی ہو۔ وہ صاحب مرضی و خواہش بھی۔ ان لوازمات کے بغیر کوئی ہستی خود ہست ہو ہی نہیں سکتی ہے۔

عالم ہستی اور اُسکے اسباب میں خود ہست ہونے کے لوازم ہی پائے نہیں جاتے ہیں۔ اسکے جملہ اسباب ایک دوسرے پر انحصار رکھتے ہیں۔ غرض کہ خود عالم ہستی ہی کسی دوسری حقیقت پر منحصر ثابت ہے۔

مثلاً عالم ہستی اور اُسکے جملہ اسباب خلا یا سپیس پر ایک باہمی کشش پر اپنی ہستی کا انحصار رکھتے ہیں۔ آسمان اور آسمانوں کے آسمان خلا اور ستاروں اور سیاروں سے پُر رہتے ہیں۔ ان اجرام فلکی کی ہستی باہمی کشش اور خلاء و سپیس پر منحصر ہے۔ حالانکہ ان اسباب ہستی کی ہستی سے خلا و سپیس جُدا شے ہے۔ ان کی کشش باہمی بھی اُنکی حساستوں سے الگ ہستی رکھتی ہوئی معلوم ہے۔

مزید یہاں ہم اسبات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ عالم ہستی اپنے اسباب سمیت غیر قوتوں اور طاقتوں کے حملوں کا ہمیشہ سے نشانہ بنی چلی آئی ہے۔ اس میں تصادم پر تصادم اور تغیر پر تغیر و فنا پر فنا کا دور دورہ چلا آیا ہے اور اب دور دورہ ہے اور آگے کو دور دورہ رہیگا۔ عالم ہستی کی کوئی چیز جو زمان و مکان سے محدود ہے اپنے اصل حال پر آجتک قائم و ثابت نہیں رہی ہے۔ اسکے ایک عناصر کے مرکبات کا ہر ایک ذرہ میں قوت اتصال و انفصال کا کشش و تدافع کا سردی و گرمی کا زندگی و موت کا عمل متواتر جاری ہے۔ جو اسکے مرکبات کو ٹھوس سیال بخارس کی صورتیں عطا کرتا رہتا ہے۔ پس عالم ہستی اور اسکے اسباب میں خود ہست ہونے کی کوئی علامات نہیں ملتی ہے۔ وہ اور اُس کے جملہ اسباب بالکلیہ محتاج بالغیر ہیں جو اس ہستی پر منحصر ہیں جو عالم ہستی اور اُسکے اسباب سے اعلےٰ و افضل ہے۔

غلام مسیح

مراسلات

مسیح کی آمد ثانی

پر

ایک قادیانی مولوی فاضل سے گفتگو

نمبر ۱۲

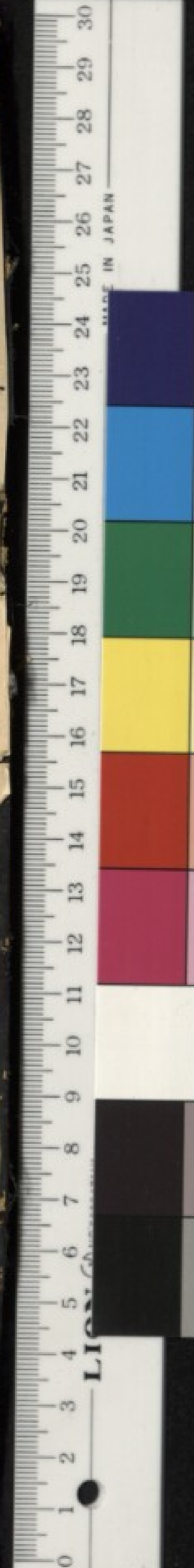
(از قلم جناب پادری عبد الحق صاحب)

اگر بعض کوتاہ نظروں کی تقلید میں یہ کہو کہ قرآن شریف "یحرفون" کا لفظ آیا ہے۔ تو جواب میں عرض ہے کہ اول تو یہ لفظ کتب مقدسہ کے کسی صحیفے کے بارہ میں سارے قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی نہیں آیا۔ دوم۔ یہ لفظ نصاریٰ کے حق میں مطلقاً نہیں آیا۔ سوم۔ اس لفظ سے کتب مقدسہ کے محرف ہونے کا استنباط خود قرآن شریف کی تعلیم کے منافی ہے۔ جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں۔ چہارم یہ لفظ سارے قرآن شریف میں چار دفعہ آیا ہے۔ از انجملہ مسیحیوں کے حق میں تو ایک دفعہ بھی نہیں آیا۔ اور یہودیوں کے لئے جو آیا ہے تو اس سے بھی ہرگز یہ مقصود نہیں کہ انہوں نے توریت مقدس کو بگاڑ ڈالا اور جسقدر بھی متقدمین و متاخرین میں سے اہل نظر و انصاف مسلمان مفسرین ہوئے ہیں ان میں سے کسی نے بھی کبھی وثوق کے ساتھ ان مقامات میں سے کسی کو تحریف تورات مقدس پر محمول نہیں کیا۔ چنانچہ پہلے مقام یعنی سورۃ بقر رکوع ۹ کا تو تحریف کتاب کے ساتھ کچھ علاقہ ہی نہیں۔ اور صاف لکھا ہے کہ یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ یعنی اللہ کا کلام سنتے ہیں۔ پھر اسکو مجھ کر بدل ڈالتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ وہ تحریف زبانی تھی کتاب کی لکھی ہوئی عبارت کو بدل ڈالنا اس سے ہرگز مراد نہیں ہو سکتی۔

اور دوسرے مقام "من الذین ھادو یحرفون الکلم عن مواضعہٖ" (سورۃ نسا رکوع ۷) اس آیت کی تفسیر میں تبیین الکلام میں بحوالہ تفسیر کبیر یوں منقول ہے۔ فان قیل کیف یمکن ھذا فی الکتاب الذی بلغت احاد حروفہ وکلماتہ مبلغ التواتر المشہور فی الشرق والغرب قلنا لعلہ یقال القول کان نوقلیلین والعلماء بالکتاب کانوفی غایۃ القلۃ فقدروا علی ھذا التحریف الثانی ان المراد بالتحریف القاء الشبھۃ الباطلۃ والتاویلات الفاسدۃ وجر اللفظ من معناہ الحق الی الباطل بوجوہ الحیل اللفظیۃ کما یفعلہ اھل البدعۃ فی زماننا ھذا بالآیات المخالفۃ لمذھبھم ھذا وھو الاصح۔ یعنی کہا گیا ہے کہ تحریف ایسی کتاب میں کس طرح ممکن ہے۔ جس کے سارے حروف اور کلمات تواتر کو پہنچ گئے ہیں اور شرق سے غرب تک مشہور ہو گئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ شاید یوں کہا جا سکے کہ وہ لوگ تھوڑے اور کتاب الٰہی کے علما بہت ہی کم تھے۔ پس ایسی تحریف کر سکے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ تحریف سے مراد جھوٹے شبہوں کا ڈالنا اور حیلوں سے کھینچنا ہے۔ جیسے کہ اس زمانہ میں اپنے مذہب کی مخالف آیتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس کو سمجھو اور یہی مراد تحریف کی بہت صحیح ہے۔

اور اس آیت کی بابت تفسیر حسینی میں یوں مرقوم ہے کہ "مراد از تحریف لغت پیغمبر است یا تاویل کلمات تورات را بروفق رائے وطبع خود یا تغیر کلام پیغمبر یا کتمان آیت رجم" (تفسیر حسینی صفحہ ۱۳۱) اور تیسرے مقام "یحرفون الکلم عن مواضعہٖ" (مائدہ رکوع ۳) کی بابت تبیین الکلام میں بحوالہ تفسیر کبیر یوں لکھا ہے کہ "التحریف یحتمل التاویل الباطل ویحتمل تغیر اللفظ وقد بینا فیما تقدم ان الاول اولی لان الکتاب المنقول بالتواتر لا یتاتی فیہ تغیر اللفظ"۔ یعنی تحریف سے یا تو غلط تاویل مراد ہے۔ یا لفظ کا بدلنا مراد ہے۔ اور ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پہلی مراد بہتر ہے۔ کیونکہ جو کتاب متواتر منقول ہو۔ اس میں تغیر لفظ کی نہیں ہو سکتی۔

اور اسی کتاب میں بحوالہ "درمنثور" اسی آیت کے



تعلق یوں مرقوم ہے "واخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قولہ یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی حدود اللہ فی التوراۃ" یعنی ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ جو اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ "یحرفون الکلم عن مواضعہ" اسکے یہ معنی ہیں کہ جو حدیں احکام کی اللہ تعالے نے توراۃ میں مقرر کی ہیں ان کو تغیر وتبدل کرتے ہیں۔

اور تفسیر حسینی میں اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ "کلمات را از اول میسازند بتاویلات فاسدہ" (تفسیر حسینی صفحہ ۱۰۵)

اور چوتھے مقام سورہ مائدہ رکوع ۶ کے انہی الفاظ کی تفسیر میں آیہ رجم کا انکار لکھا ہے (تفسیر حسینی صفحہ ۱۳۱) جسکا پورا قصہ صحیح بخاری میں یوں مروی ہے "ان الیہود جاؤ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم برجل وامرۃ زنیا فقال لہم کیف تفعلون بمن زنی منکم قالو نحممھا و نضربھما فقال لا تجدون فی التوراۃ الرجم فقالو لا نجد فیھا شیئاً فقال لھم عبد اللہ بن سلام کذبتم فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین فوضع مدراسھا الذی یدرسھا کفہ علی آیۃ الرجم فطفق یقرء ما دون یدہ وما وراءھا ولم یقرء آیۃ الرجم فنزع یدہ عن آیۃ الرجم فقال ما ھذہ فلما راوا ذالک قالو ھی آیۃ الرجم"۔ یعنی یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو آنحضرت کے پاس لائے کہ دونوں نے زنا کیا تھا۔ پس آنحضرت نے ان سے کہا کہ جو تم میں زنا کرے تم اس سے کیا کرتے ہو۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم اُن پر گرم پانی ڈالتے اور اُن کو مارتے ہیں۔ آنحضرت نے کہا کہ تم توراۃ میں رجم نہیں پاتے؟ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم اس میں کچھ نہیں پاتے۔ تب عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر سچے ہو تو توراۃ لے آؤ اور پڑھو۔ پس اسکے پڑھنے والے نے آیت رجم نہ پڑھی۔ پھر عبد اللہ بن سلام نے اُسکا ہاتھ آیت رجم پر سے کھینچا اور کہا کہ یہ کیا ہے جب اُنہوں نے دیکھا تو قائل ہوئے کہ یہ آیت رجم ہے (صحیح بخاری جلد ثانی مطبوعہ کرزن گزٹ صفحہ ۱۰۲۶) اور اسی صحیح بخاری میں جسے آپ قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانتے ہیں۔ "یحرفون" کی تفسیر میں یوں لکھا ہے۔ "قال ابن عباس۔۔ یحرفون یزیلون ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب اللہ ولکنھم یحرفونہ یتاولونہ علی غیر تاویلہ"۔ یعنی ابن عباس نے کہا۔۔ "یحرفون" سے مراد یزیلون ہے۔ اور کوئی ایسا نہیں جو اللہ کی کتابوں سے کسی کتاب کا لفظ بگاڑ سکے۔ لیکن وہ یوں تحریف کرتے کہ غلط تاویلیں کیا کرتے تھے (صحیح بخاری صفحہ ۱۱۲۷) اور اسی کتاب کے حاشیہ پر بحوالہ فتح الباری یوں لکھا ہے کہ "مراد البخاری بقولہ یتاولونہ انہم یحرفون المراد بضرب من التاویل کما لو کانت الکلمۃ بالعبرانیہ تحتمل معنیین قریب وبعید وکان المراد القریب فانہم یحملونھا علی البعید" یعنی قول یتاولونہ سے یہ مراد ہے کہ یہودی تاویلیں کرکے تحریف معنوی کیا کرتے تھے جیسے کہ اگر عبرانی کا کلمہ قریب وبعید دو معنوں کا احتمال رکھتا اور مراد قریب سے ہوتی تو وہ اُسے بعید پر محمول کرتے۔ اور خود قرآن شریف نے بھی یہودیوں کی تحریف کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ "من الذین ھادو یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیاً بالسنتھم وطعنا فی الدین"۔ یعنی یہودی کلموں کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور نہ مانا اور سُن نہ سنایا جائیو۔ اور "راعنا" کا لفظ اپنی زبان کو پھیر کر اور دین میں عیب دے کر کہتے ہیں (سورۃ نساء رکوع ۷)

اور ایک اور جگہ یعنی سورۃ آل عمران میں یوں آیا ہے "وان منھم لفریقاً یلون السنتھم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما ھو من الکتاب ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ ویقولون علی اللہ الکذب" یعنی ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو کتاب پڑھنے میں اپنی زبان پھیر لیتے ہیں کہ تم جانو کہ وہ کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا کہا ہے اور وہ اللہ کا کہا نہیں اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔



مسیحی اور مسلم کا مکالمہ

دربارہ ہمارا قرآن

(از قلم حقیقت رقم پادری واعظ صاحب)

مسیحی۔ ہمارا قرآن

مسلم۔ تمہارے باپ کا قرآن۔

مسیحی۔ اچھا ہمارے باپ کا سہی۔ کیا ہمارا قرآن کوئی ماں بہن کی گال ہے جو اس طرح قرآن کے باپ تک پہنچے

مسلم۔ قرآن ہمارا ہے یا تمہارا؟ یہ تم عیسائیوں کا قاعدہ ہے کہ جو اچھی چیز کہیں دیکھی اسکے مالک بن بیٹھے۔ تمہارے اپنے پاس تو کوئی اچھی چیز ہوتی نہیں بس دوسرے کی اچھی چیز دیکھی اپنی بنالی۔ تمہاری اپنی کتابیں تو محرف اور مبدل ہوتی رہتی ہیں۔ اسکے علاوہ منسوخ شدہ ہیں۔ اب دیکھا کہ بے نقص اور بے تبدیل صرف قرآن شریف ہے اب اسکو ہمارا قرآن بنالیا۔

مسیحی۔ آپ تو خوب قرآن اور بائبل سے واقف معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کی سمجھ کے مطابق یہ میری غلطی ہوئی کہ میں نے اُن محرف اور تبدیل ومنسوخ شدہ باتوں کو ہمارا قرآن کہدیا۔ اصل میں مجھے کہنا چاہیے تھا کہ ہماری بائبل قرآن میں۔

مسلم۔ بائبل کا قرآن کے ساتھ کیا واسطہ۔ بائبل قصے کہانیاں۔ انسانوں کی تحریر۔ مجنونوں کی باتیں۔ مگر قرآن لوح محفوظ کی تحریر۔ جبرائیل امین لانے والا حضرت محمد کے سپرد کرکے دنیا کو ہدایت دلانے والا ٹھہرا۔

مسیحی۔ بہت خوب۔ اب میری سمجھ میں آیا کہ ہمارے پادری سلطان محمد پال صاحب (یا وہ آں بخیر) نے کیوں اس کتاب کا نام ہمارا قرآن رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے چونکہ وہ محمدیوں سے مسیحی ہوگئے ہیں۔ اپنے برادران اسلام پر احسان کیا ہے کہ جو کچھ ان محرف وتبدیل ومنسوخ شدہ کتابوں کی باتیں جبرائیل کی غلطی سے قرآن میں درج ہوگئی تھیں۔ اُن کو قرآن سے نکال لیا۔ ان تحریروں سے قرآن کو پاک کردیا۔ اُسکا نام تو اُنہوں نے ہمارا قرآن



رکھا۔ یا کیونکہ قرآن کا مطلب معنے درحقیقت بائبل ہی ہے۔ اب یوں سمجھو کہ چونکہ جبرائیل نے ایک اُمّی شخص کو جو بائبل سے نا واقف تھا بائبل کی باتیں بتا کر الہام کے نام سے **قرآن** رکھا یا پس قرآن میں سے اُنکو الگ کرنے کی وجہ سے نام ہمارا قرآن رکھا۔ درحقیقت اس کا مطلب ہے ہماری **بائبل**۔ اگر آپ کو اس بات کا یقین نہ آئے تو ہمارا **قرآن**۔

مسلم۔ پھر بھی ہمارا قرآن۔ میں نے آپ سے کہا کہ آپ اس قسم کا سرقہ نہ کریں ورنہ آپ کے اوپر نالش کی جائیگی۔ جانتے ہو رنگیلا رسول کے مصنف کا کیا حشر ہوا۔

مسیحی۔ اچھا یہ بات ہے۔ تو آپ کے خیال میں ہمارا **قرآن** اور رنگیلا رسول ایک ہی مطلب ہے۔ تب تو بڑی مشکل بنی۔ اب تو معافی مانگنے سے بھی جان نہ چھوٹیگی۔ کیونکہ ہمارا **قرآن** اب تو دنیا میں مشہور ہو گیا۔ گھر گھر مسلمانوں اور ہندوؤں کے پہنچ رہا بلکہ پہنچ گیا ہے۔ سب لوگ شوق سے اس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ تو بات نہ ہمارے نہ آپ کے بس کی رہی ہے اب تو اسکا ایک ہی علاج ہو سکتا ہے۔ کہ اسکی تردید کر دو کہ جو باتیں مصنف ہمارا **قرآن** نے لکھی ہیں وہ قرآن میں نہیں۔ وہ صرف بائبل ہی میں ہیں۔ جو آیات بائبل کے بمقابلہ پر لکھی گئی وہ بناوٹی ہیں۔ بس پھر آپ کا بیڑا پار ہوگا۔ اور مجرم ہو۔ نہ یاد رکھو کہ جب تک آپ ایسا نہ کرینگے ہم اسکو **ہمارا قرآن** ہی کہینگے۔

جب سرکار سے آپ ہمارے خلاف حکم احکام جاری کروا لینگے تب آپ ہماسا سُٹ بند کریں۔ ہم نے جو کچھ کیا ہے راستی سے کیا ہے۔ حق کیا ہے۔ ہم نے **ہمارا قرآن** الگ کر دیا ہے۔ باقی آپ کا آپ کو مبارک ہو۔ والسلام

مسیحی

مسیحی خبریں

مبارکبادی

ہم نہایت مسرت کے ساتھ یہ خوشخبری سناتے ہیں

شکریہ

میں اُن تمام عزیز احباب کا جی سے شکرگذار ہوں۔ جنہوں نے میرے جوان بیٹے نجمن کی وفات پر ماتم پرسی اور ہمدردی کے پیغام بھیجے ہیں۔ میں جانتا ہوں اور بخوبی محسوس کرتا ہوں کہ اُن تمام عزیزوں کو مجھ سے کم غم محسوس نہیں ہوا ہے اُن کی اس مسیحی غمخواری کا دل سے قدر کرتا اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چونکہ اس قدر بہتایت سے ماتم پرسی کے خطوط آئے ہیں کہ اس جانکاہ صدمہ کے وقت ہر ایک کا جواب دینا میری طاقت اور ہمت سے باہر ہے۔ لہٰذا بذریعہ تحریر ہذا سب کا شکرگذار ہوں۔ خداوند آپ سب کو جزائے خیر دے۔

خدا کی مرضی پوری ہوئی ہے۔ شکایت کی جا نہیں۔ اب صرف انسانی خیال سے دکھ یہ ہے کہ یہ معصوم بچے اور جوان بیوہ کیونکر زندگی بسر کرینگے۔ ہاں میں بھول گیا جس نے سہاگن کو بیوہ کیا ہے اور معصوموں کو یتیم کیا ہے وہ فرماتا ہے کہ تو اپنے یتیم فرزندوں کو چھوڑ۔ میں انہیں ضیا رکھونگا اور تیری بیوائیں مجھ پر توکل کریں (یرمیاہ ۴۹: ۱۱) وہ صادق القول ہے۔ وہی پالیگا سنبھالیگا۔　　واعظ۔ کلارک آباد

کہ قبلہ جناب پادری قاضی خیراللہ صاحب پرنسپل ٹریننگ اسکول کلارک آباد کے صاحبزادے مسٹر عنایت خیراللہ کے گھر میں ۳ فروری ۱۹۲۹ء تین و چار بجے شام کے درمیان ایک **فرزند** ارجمند پیدا ہوا۔ ہم اپنے دوست مسٹر عنایت کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا اس مولود سعید کی عمر دراز کرے اور ان کے والدین کے لئے اُسکو خیر و برکت کا باعث بنائے۔ آمین

(ایڈیٹر)

شادی خانہ آبادی

ہمارے محترم دوست جناب پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے کی ہمشیرہ برکت کی شادی بروز جمعہ ۸ فروری ۱۹۲۹ء ڈھائی بجے دن کو ڈاکٹر ایم عبدالصدیق صاحب کے ساتھ اپیفنی چرچ نارووال میں ہوئی۔ خدا سے دعا ہے کہ دونوں کو سلامت با کرامت رکھے۔

افسوس ہے کہ زیادہ مصروفیت کی وجہ سے ہم حاضر نہ ہو سکے۔ امید ہے ہمارے محترم دوست ہمیں معاف فرمائینگے۔ اور شادی کے کیک سے سرفراز۔ (ایڈیٹر)

ہمیں ایک معتبر ذریعہ سے یہ معلوم ہو کر بے حد رنج ہوا کہ کوکب ہند کے موجودہ ایڈیٹر صاحب ایڈیٹری سے استعفےٰ دینے والے ہیں۔ اور پھر متھوڈسٹ کلیسیا میں اس پر بحث ہوگی کہ آیا کوکب ہند کو اسی طرح فارسی رسم الخط میں رہنے دیا جائے یا اسکو پھر آسانی رسم الخط یعنے رومن میں تبدیل کر دیا جائے ہم متھوڈسٹ کلیسیا کے ارباب بست و کشاد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ ہندوستان کی موجودہ مذہبی کشمکش کو مدنظر رکھکر کوکب ہند کو موجودہ صورت میں یعنے فارسی رسم الخط میں رہنے دیں (ایڈیٹر)

انتقال پُرملال

فغاں میں آہ میں فریاد میں شیون میں نالوں میں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والوں میں

کس کو طاقت ہے کہ اس صدمہ جانکاہ اور غمناک نظارہ کو ضبط تحریر میں لاسکے۔ یہ واقعہ حسرتناک کہ جسکے لکھنے سے کلیجہ شق ہوتا ہے۔ اور قلم بھی صدائے الاماں سناتا ہے ظالم موت کا ایک دردبھرا نظارہ ہے۔

کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ
عشرت سرا کہیں کبھی ماتم سرا ہے یہ

ہائے افسوس ابھی پہلا صدمہ دل سے پوری طرح محو بھی نہ ہوا تھا کہ یہ دوسرا صدمہ پیش نظر ہوا۔ ناظرین آپ مسٹر سردار خاں صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر ینگ مرچن ہائی سکول لدھیانہ کے نام نامی سے بخوبی واقف ہو نگے۔ ابھی دو ہی سال کی بات ہے کہ آنجناب کی بڑی لڑکی داغ مفارقت دیکر شہر خاموشاں میں بڑے آرام سے سوتی تھی۔ کہ اب اسکی چھوٹی بہن بھی اپنی ہمشیرہ کے بغل میں سپرد خاک کر دی گئی۔

یہ لڑکی جس کا نام تنویر عرف گوپا تھا۔ واقعی تنویر تھی۔ خدا نے مرحومہ کو اس چھوٹی سی عمر میں علم موسیقی میں ایک خاص مہارت بخشی تھی۔ ابھی قریباً دو ماہ کی بات ہے کہ وہ بالکل تندرست تھی اور بڑے شوق سے ستار ہارمونیم بجاتی اور گاتی تھی۔ مگر افسوس کہ اس نئے سال میں قدم رکھتے ہی اسکے زوال اور والدین کی مصیبت کے دن شروع ہو گئے۔ بیماری نے آدبایا۔ ہر چند علاج پر علاج کئے گئے۔ لاہور تک علاج کے لئے لے گئے۔ مگر افاقہ کی صورت نظر نہ آئی۔ سول سرجن صاحب اور ڈاکٹر بردن صاحب مع سٹاف نے علاج میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آخر مرض نے ٹونیہ کی صورت اختیار کر لی اور عزیزہ تنویر نے پانچ فروری کو بوقت پانچ بجے صبح اپنے والدین اور رشتہ داروں کو غم مفارقت میں چھوڑ کر عالم جاودانی کو سدھار گئی۔ آہ موت تیرا نام سنتے ہی طبیعت بیزار ہو جاتی ہے۔ تو نے ہزاروں گھروں کو اجاڑا۔ تیرے سامنے شاہ و گدا بڑھا بچہ سب برابر ہیں۔ تجھے اس بات کی کیا پرواہ ہے کہ جس بیچاری کا بچی کو تو لے جا رہی ہے اُسکی ماں کس قدر آہ و فغاں کرتی ہے اور اپنے سر کو پیٹتی ہے اور تجھے بالکل ترس نہیں آتا۔ تجھ کو ترس کیوں آئے۔ تو بہت ہی سنگدل ہے۔ آنکھوں سے اندھی اور کان سے بہری ہے۔ ابھی ان والدین کا مجروح دل اچھا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ تو نے ایک اور ایسا تیر مارا کہ اُن کے نازک شیشہ دل کو پاش پاش کر گیا۔ آہ ان غریب والدین کو دیکھ کہ جنکی آنکھوں سے خون کے آنسو بہہ رہے ہیں ؎

رواں ہیں اشک آنکھوں سے اور دل میں درد اٹھتا ہو

تیری فرقت میں اے گوپا ایک عالم سر پٹکتا ہے

مگر اے موت تجھ سے شکایت بے جا اور گلہ فضول ہے۔ نظام قدرت میں کسی کا دخل نہیں اور گریہ زاری سے کچھ حاصل نہیں۔ بقول عرفی ؎

اگر گریہ میسر شدے وصال

صد سال مے تواں بتمنا گریستن

اسلئے خداوند سے ہماری دعا ہے کہ مرحومہ کی روح کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ستم رسیدہ والدین کے مجروح دلوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُن کے بچوں کو عمر نوح عطا فرمائے۔ آمین۔

سید رک بیز جی طالب علم

مختلف خبریں

افغانستان میں بغاوت کس طرح پھیلائی گئی

جریدہ "سرحد پشاور" رقمطراز ہے کہ عبدالغفور خاں صاحب کارکن خلافت پشاور نے ایک معزز شنواری سے ملاقات کرتے ہوئے بغاوت شنوار کے متعلق اُن کے خیالات معلوم کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے بتایا کہ:۔

ہمارے ملک میں عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی ملا یا عالم آکر کہدے کہ فلاں شخص کے گھر کو جلا دو۔ یہ حکم شریعت ہے۔ اس پر کسی کو چون و چرا کی جرأت نہیں ہوتی۔ اسی طرح کسی بندہ زر علماء سو نے آکر کہا کہ شہریار امیر امان اللہ خاں کافر ہو گئے ہیں۔ اور جب کسی نے پوچھا کہ آپ کیونکر کافر ہو گئے؟ تو ملا صاحب کہنے لگے کہ ایک جرمن نے آکر شہریار سے درخواست کی کہ اسکو گرجا بنانے کے لئے کوئی جگہ دی جائے اور ساتھ ہی درخواست کی کہ مسجد عیدگاہ اگر گرجہ کے لئے دیدی جائے تو بہتر ہوگا۔ اس پر شہریار نے کہا کہ جاؤ اس مسجد میں گرجا بنا لو۔ اس پر ایک مُلّا صاحب قرآن شریف لے کر فوراً شہریار کے پاس گئے۔ اور ان کو بتایا کہ انہوں نے مسجد میں گرجا بنانے کی اجازت دیکر قانون اسلام کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس پر شہریار نے (نعوذ باللہ) قرآن شریف کو زمین پر پھینک دیا۔ پس امان اللہ خاں کافر ہے۔

چنانچہ قوم شنوار نے شہریار کے خلاف "جہاد" سمجھ کر لڑائی شروع کر دی۔ اس کے بعد بعض علماء اسلام نے آکر ہمیں بتایا کہ ہم نے جو جنگ کی ہے وہ بغاوت تھی ہم حیران تھے کہ ایک ملا ہم کو "غازی" اور دوسرا باغی بتاتا ہے آخر ہم کو معلوم ہو گیا ہے کہ علماء سو نے ہمیں دھوکا دیا تھا۔ اسکی اب تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم اپنا جان و مال شہریار کی خدمت میں حاضر کر دیں۔ اور اُسے دوبارہ تخت افغانستان پر لا بٹھائیں۔

شاہ امان اللہ خاں کا بے شمار لشکر

کابل میں لوگوں کو یقین ہو گیا ہے کہ ترکستان کا افغانی علاقہ جو روسی سرحد سے ملا ہوا ہے شاہ امان اللہ کا زبردست حامی ہے۔ اس لئے غالب یقین ہے کہ برف پگھلنے کے بعد اس علاقہ کے باشندے تعداد کثیر میں جمع ہو کر شاہ امان اللہ خاں کی افواج کے ساتھ مل جائینگے۔

گم شدہ ہوا باز نقیب صاحب چارباغ کے پاس

مقامی اخبار۔ فرانٹیر ایڈوکیٹ کا بیان ہے کہ گم شدہ جہاز کے دونوں ہوا باز جلال آباد کے قریب نقیب صاحب چارباغ کے پاس بالکل محفوظ ہیں۔ ماہ نومبر کے آخر میں جبکہ ربطانوی قنصل مقیم جلال آباد پر حملہ ہوا تو قنصل مجروح ہو کر سردار جہانگیر مذکور نقیب صاحب کے پاس ہی پناہ گزیں ہوئے تھے۔ نقیب صاحب مذہبی پیشوا ہیں۔ اس علاقہ میں اعلیٰ ترین اقتدار رکھتے ہیں۔ شاہ امان اللہ خاں کے والد امیر حبیب اللہ خاں کو اپنا مرشد سمجھتے تھے کہا جاتا ہے کہ سردار جہانگیر خاں اور مذکورہ بالا ہوا باز بھی عنقریب پشاور آجائینگے۔

سید حسن قتل کر دیا گیا

کابل میں زبردست افواہ پھیل رہی ہے کہ بچہ سقہ کا سپہ سالار اعظم سید حسن جس نے خوبصورت ریڈیو

اور خصوصاً زنانہ مدارس کی طالبات کو گرفتار کر کے اُن کی بے حرمتی اور بے آبروئی کرنے کا شغل اختیار کر رکھا تھا ہلاک ہو گیا ہے۔ اگرچہ حکومت نے اس افواہ کی تصدیق نہیں کی۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ بچہ سقہ کے سپاہی ایک خوبصورت اور شاندار جنازہ فوجی پہرے کے درمیان اٹھا کر باہر لے گئے تھے۔ لوگ آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہیں کہ یہ جنازہ ضرور سید حسن کا ہی تھا۔ کیونکہ اس نے ایک لڑکی کی عصمت پر حملہ کیا تھا۔ لیکن لڑکی کے بھائی نے غیرت میں آکر سید حسن پر حملہ کر دیا۔ اور وہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اب انہیں زخموں کی وجہ سے ہلاک ہو گیا ہے۔

بچہ سقہ کی مضحکہ خیز وحشت

مسٹر محمد اکبر مُرادپوری افغانستان کے سررشتہ معارف ملازم تھے۔ آپ حال ہی میں برطانوی ہوائی جہاز کے ذریعے کابل سے پشاور اور وہاں سے بذریعہ ریل لاہور پہنچے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ بچہ سقہ کی حالت بالکل ایسی ہے جیسی کسی چوہے کی پنجرے میں ہوا کرتی ہے۔ پچھلے جمعہ جب وہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گیا تو ہندوقوں سے مسلح گارد اُس کے ساتھ گئی جو مسجد کے دروازوں اور دروں پر پہرہ دیتی رہی۔

بچہ سقہ کے متعلق بعض دلچسپ واقعات بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ جب وہ پہلے پہل شاہی محل پر قابض ہوا تو اس کے مختلف کمروں میں دیوانہ وار پھرتا رہا جیسے ایک خاص جانور شیش محل میں پھر رہا ہے (منہ) بالآخر اُس نے امیر امان اللہ خاں کے غسلخانہ کو اپنی خوابگاہ کے لئے منتخب کیا۔

جب وہ پہلے پہل ایک ولایتی ساخت کے کمانی دار پلنگ پر دراز ہوا اور کروٹ بدلنے پر پلنگ کے گدیلوں میں لچک ہوئی اور وہ چرچر کرنے لگے تو اس نے خوفزدہ ہو کر اپنی محافظ سپاہ کو اندر طلب کر لیا اور غل مچایا کہ پلنگ کے نیچے کوئی شخص میرے قتل کے ارادے سے چھپا ہوا ہے۔ سپاہیوں نے کمرے کا کونہ کونہ چھان مارا مگر کوئی قاتل دستیاب نہ ہوا۔

شورہ بازار کی ملازادے کی سرگرمیاں

لاہور ۱۱ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ شورہ بازار کے ملازادے نے ڈپٹی کمشنر لاہور سے ملاقات کی۔ اور پھر بمبئی کی طرف روانہ ہو گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ بمبئی سے کسی پیر کو کابل بھیجنے کا انتظام کریگا۔ جہاں اس پیر کو شیطنت کاری کا ذریعہ بنایا جائیگا۔

پنجاب سول سروس

۱۰ دسمبر ۱۹۲۸ء کو لاہور میں پنجاب سول سروس (جوڈیشل برانچ) کا جو امتحان ہوا تھا اس کا نتیجہ نکل آیا اور مندرجہ ذیل اصحاب اس سروس کے لئے امیدوار چنے گئے ہیں۔

نام	ضلع
مسعود احمد	لاہور
تارا چند	اگروال
پریم سنگھ بین	کرنال
شوچرن سنگھ	راولپنڈی
محمد اسلم خاں	لائل پور
گوبند رام	شاہ پور
کندن لال گپتا	لاہور
کرتار سنگھ گمبیر	سیالکوٹ
فضل حق	راولپنڈی
پرشوتم لال	فیروز پور
تیرتھ داس سہگل	شاہ پور
بشیر احمد	سیالکوٹ
فضل الٰہی	فیروز پور
افضل علی	گوجرانوالہ
بیر سنگھ	جالندھر
ولیم اگسٹائن	دہلی

کابل میں گوشت اور کوئلہ کا بہت قحط ہے اور دیگر اشیائے خورد و نوش بھی سخت گراں ہیں۔

ایک افواہ یہ بھی ہے کہ حکومت روس نے بچہ سقہ کو الٹی میٹم دیا ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے کہ روسیوں کے ساتھ جو بدسلوکی اُس نے کی ہے اُس کی تلافی کرے اور معافی مانگے۔

معلوم ہوا ہے کہ شاہ امان اللہ خاں کے ہوائی جہازوں نے شہر کابل میں اشتہار پھینکے کہ میرے تمام طرفدار اور ہمدرد کابل چھوڑ کر چلے جائیں۔ کیونکہ میں اس شہر میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ بم پھینکنا چاہتا ہوں۔ لوگ کابل چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔

ایران میں کوشش کی جا رہی ہے کہ ملکی زبان فارسی کو عربی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط میں لکھا جائے۔

ضرورت

ایک مسیحی استاد کی ضرورت ہے جو ایس۔ وی ٹرینڈ ہو اور مڈل جماعتوں میں اُردو حساب پڑھا سکتا ہو۔ درخواست بمعہ نقول اسناد کارکردگی فوراً ہیڈ ماسٹر صاحب سکاچ مشن ہائی سکول گجرات پنجاب پہنچ جاویں۔

اشتہار

ڈاکٹر ایم۔ کے۔ ولیمس صاحب ایل۔ ڈی۔ ایس سی ڈینٹل سرجن لیٹ ڈینٹل سرجن ٹو ہز ایکسیلینسی دی گورنر آف بمبئی ماہر فن دندان سازی۔ الیکٹرو سٹی پایوریا ٹریٹمنٹ کے سپیشلسٹ ہیں اور مسیحیوں سے خاص رعایت کی جاتی ہے۔ جن اصحاب کو ان کی خدمات کی ضرورت ہو کشمیری دروازہ دہلی کے پتہ پر تشریف لائیں لیکن تشریف لانے سے پہلے بذریعہ خط و کتابت اپنا وقت ضرور مقرر کر لیں۔

بقیہ مراسلات

عمر فاروقؓ و پولوس رسول

اور

ان کی مذہبی تبدیلیوں میں امتیاز

متلاشیان حق کے لئے تاریخ اسلام و مسیحیت

سبق آموز ورق

گزشتہ سے پیوستہ

مثلاً جیسا کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا یا انسان وغیرہ مخلوقات کو پیدا کرنا اور اسکو آنکھ ناک وغیرہ اعضا عطا کرنا یہ سب کچھ خدا کی صفت رحمانیہ کا وصف ہے اور یہ تمام چیزیں کسی معاوضہ پر نہیں دی جاتیں۔

پس اسی طرح خدا کی ایک صفت یسوع مسیح ہے۔ اس صفت میں دو طاقتیں ہیں۔ یعنی انسانی اور الٰہی۔ اور یہی وجہ ہے کہ خدا کی اس صفت کے دو نام رکھے گئے ہیں یعنی بحیثیت انسان ہونے کے اس کا نام یسوع مسیح ہے۔ اور بحیثیت الٰہی ہونے کے اس کا نام عمانوئیل ہے اور یہ صفت جس طرح دو نام رکھتی ہے۔ اسی طرح اس سے دو فعل سرزد ہوتے ہیں۔ یہ بحیثیت انسان وہ انسانی مخلوق کی روحانی رہنمائی کرتی ہے اور بحیثیت الٰہی طاقت ہونے کے وہ انسانی ظلمات و ستم کو برداشت کرکے خدا کی مرضی کو پورا کرتی ہے۔

لیکن بعض مذہبی دکان والوں نے اس اصول الٰہیہ کو نہیں سمجھا۔ بلکہ بڑی خود غرضی سے اس اصول بینہ کی مخالفت کرنی شروع کر دی۔ نہ صرف یہ بلکہ ایسے غلیظ لوگوں نے اپنے غلاظت آمیز خیالات سے اس کلام کو ترچھا کیا ہے۔

مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ خدا کے ساتھ شریک ٹھہرایا گیا ہے۔ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ انسان خدا نہیں ہو سکتا۔ اور یسوع مسیح انسان ہے۔ بعض لوگ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ یہ پرانے زمانے کے کم عقل لوگوں کا من گھڑت مسئلہ ہے۔ لیکن اب چونکہ لوگ علمی عقلی طور پر ترقی کر گئے ہیں۔ اس لئے یہ اصول مروجہ زمانہ کی عقل سے بہت پیچھے ہے۔ بعض لوگ یہ بھی سوچتے ہیں کہ انسان نے ابتدائی حالت کے دور میں یہ ایک کہانی بنائی تھی۔ لہٰذا اب ترقیات کے زمانہ میں یہ مستقل ہونے کے لائق نہیں رہی بعض لوگ جو اس پر اعتراض نہیں کر سکتے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ چھوٹا خدا ہے۔ لیکن بڑا خدا اور ہے جس کے ذریعے یہ ظہور پذیر ہوا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمام خیالات پراگندہ اور باطل ہیں۔ کیونکہ یہ ایسے محدود اور غیر کوتہ بین لوگوں کے خیالات ہیں جو صاحب علم و فہم ہرگز نہیں ہوتے۔ بلکہ ایسے لوگوں کی انسانیت **کالانعام** ہوتی ہے۔ یہ لوگ ایسے گرے ہوئے ہوتے ہیں کہ اس قسم کے مسائل ان کو بھی مخاطب ہی نہیں کرتے اور ایسے گروہوں میں وے لوگ بھی شمولیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ جنہوں نے خود مذہبی دکانیں ڈال رکھی ہیں۔ اس لئے وہ دیدہ و دانستہ کسی صداقت بینہ کو قبول نہیں کر سکتے۔ ایسا ہی بعض لوگ صداقت پسند بھی ہیں۔ مگر وہ اس مثال کے مصداق ہو رہے ہیں۔ جیسے گوبر کا کیڑا کیونکہ وہ گوبر کی نچلی تہ کو زمین اور اوپر کی تہ کو آسمان تصور کئے بیٹھا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یسوع مسیح عمانوئیل ان اعتراضات کا مصداق نہیں کیونکہ اگر یہ غلیظ الزامات یسوع مسیح عمانوئیل صفت الٰہیہ کاملہ بینہ پر صادق آسکتے ہیں تو پھر ہندوؤں کا یہ عقیدہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ شری رام انسان ہو کر تمام دنیا کے پہاڑ اٹھا لیا تھا۔ یا وہ دیگر دیوتے جو بجلی گرواتے یا خود بجلی ہیں۔ یا اور دیگر بڑے بڑے خوارق عادات حوادثات ان سے سرزد ہوتے ہیں۔ اور ان سب دیوتوں کو ہندو لوگ اب تک خدا کی جزو یہ طاقت بنام دیوتا مانتے ہیں۔ ان کو کیوں نہیں خدا کا شریک سمجھ کر رد کیا جاتا؟ ایسا ہی مسلمانوں کی مستند تعلیم قرآن میں خدا کی ایک صفت **الرحمٰن** ہے۔ اسکی تعریف یہ ہے کہ وہ دنیا میں بلا معاوضہ کام کرتی ہے مثلاً زمین و آسمان، سورج۔ چاند۔ ستارے کا پیدا کرنا دنیا وغیرہ یہ سب صفت رحمانیہ کا فعل ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ عام ایمان ہے۔ پس مسلمان یہ عقیدہ کیوں رد کرتے ہیں؟ کہ یہ صفت خدا کی شریک نہیں؟ حالانکہ یہ شریک ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ صفت رحمانیہ کو خدا کی شریک سمجھ کر چھوڑ دیں۔ اور قرآن سے بھی اس صفت کے اوصاف کی تعلیم کو نکال دیں۔

پس جس طرح دنیا میں اور اوصاف الٰہیہ کے ظہور سے خدا کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ نقص ہے۔ کیونکہ ان صفات کے ظہور سے خدا کی مرضی پوری نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے بالمقابل خدا کی صفت یسوع مسیح عمانوئیل خدا کی مرضی کو پورا کرتی ہے۔ پھر اس کے قبول کرنے سے یا اسکے ماننے سے خدا کی ذات سے شراکت کا الزام کس طرح عاید ہو سکتا ہے؟ شراکت کے معنے ہیں ایک کے بالمقابل ساجھی یا حصہ دار لیکن خدا اور یسوع مسیح کے ابین کوئی شراکت بطور ساجھی یا حصے دار کے نہیں رکھی گئی۔ البتہ خدا نے انسانی تجربے کے مطابق صفت یسوع مسیح عمانوئیل کا اظہار کیا ہے جیسا کہ خدا نے ابتدا میں کئی ایک طریق انسانی سیرابی کے لئے جاری کئے۔ اور ان کا مفصل بیان پیشتر اس کے ہو چکا ہے۔ پس اب یہ آخری الٰہی حکمت ہے۔ جس کے ذریعے مخلوق انسانیہ کی نجات کا انتظام وابستہ ہے۔ اور یہ ایسا طریقہ ہے کہ انسان ہر صورت اس پر عاید ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا نے اس صفت میں یہی خصوصیت رکھی ہے کہ اس پر عبور کرنے کے لئے انسان کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ بلکہ روح اور راستی سے محض ایمان لانے کی ضرورت ہو باقی اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس مسیحی ایمان کی تعریف یہ ہے کہ ایک سچے مسیحی کا ایمان باقی تمام فرائض کو مضمر رکھتا ہے۔ لیکن بعض کوتہ بین لوگ باوجود ایسی علل حجت پوری ہو جانے کے بھی یہ کہتے ہیں کہ جی وہ انسان بھی ہے اور خدا بھی؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ان لغو خیالات کو دور کرنے کے واسطے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یسوع مسیح خدا کی خواہش ہے۔ اور یہ ایسی ہی خواہش ہے جیسا کہ انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خدا اور انسان کی خواہش میں لطافت و کثافت کا

فرق ہے لیکن مفہوم ایک ہے۔ (باقی آئندہ)

اشتہار ۲/۴

میری بیوی برکتے بنت ساون عیسائی سکنہ چک عٹ۹ عمر اندازاً ۱۸ سال عرصہ سات سال سے مفقود ہے اب میں ایک اور شادی کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا براے اطلاع عوام مشتہر کرتا ہوں۔ کہ اگر کسی کو مسماۃ برکتے کا پتہ معلوم ہو یا وہ خود زندہ ہو تو فوراً مجھے خبر دے۔ ورنہ دوسری شادی کرونگا۔

المشتہر۔ سردار ادل کالو ذات عیسائی۔ چک عٹ ۷/۱۶ تحصیل اکاڑہ ضلع منٹگمری

کیلنڈر ۱۹۲۹ء ۲/۴

نئے سال کا نادر تحفہ ۱۹۲۹ء کا خوبصورت باتصویر رنگین کیلنڈر اگر آپ اپنے گھروں و دفتروں کی سجاوٹ چاہتے ہیں تو ہمارا تیار شدہ کیلنڈر چار آنہ کے ٹکٹ بھیجکر منگوائیے۔ اس کے ہوتے ہوئے آپ کو جنتری کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ملنے کا پتہ:-

ایس۔ ایل۔ بیتھیو اینڈ کو سیالکوٹ

جگجیت برو وڈ انجنیرنگ کالج امرتسر ۲/۴

یہ کالج دس برس سے جاری ہے سینکڑوں پاس شدہ طلبا ہر ایک انجنیرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں گورنمنٹ کے بیسیوں حکام اور ہر محکمے کے انجنیروں نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم ونسق اور شافت کی تعریف فرما کر طلبا کو بھی ملازمت کیلئے نہایت عمدہ قرار دیا ہے علاوہ سب اور سیر اوور سیر اور سب انجنیر کلاسز کے جن میں کچھ بے زائد طلبا زیر تعلیم ہیں ستمبر ۱۹۲۸ء سے بجلی کی کلاسیں بھی کھول دی ہیں جنکے انجن او مشینیں ہزاروں روپے کی منگوائی گئی ہیں پنجاب یونیورسٹی میٹرکولیشن کے امتحان فسٹ گریڈ کے بھی طلبا کو تیار کیا جاتا ہے کالج کی روز افزوں ترقی کا اندازہ ملازم شدہ طلبا کی فہرست اور سرٹیفکیٹ سے ہو سکتا ہے جو پراسپیکٹس کے ساتھ مفت بھیجے جاتے ہیں۔ پرنسپل

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے

اشتہار کتب جدید

شہید خدمت۔ پادری وارث الدین صاحب مرحوم۔ ایم بی سی۔ اسسٹنٹ ملٹری چیپلن عراق عرب اور مشنری چرچ مشنری سوسائٹی پنجاب کی زندگی کے عجیب وغریب حالات جو پادری واعظ صاحب نے حال ہی میں قلمبند کئے ہیں۔ پادری وارث الدین صاحب کا نام ان تھک محنت۔ انتظامی قابلیت۔ استقلال۔ ارادہ اور بلند ہمتی کے لئے تمام پنجاب میں مشہور ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر خدمت کا شوق محنت کا جذبہ اور اولوالعزمی کی روح رگ وپے میں سرایت کر جاتی ہے۔ مرحوم کی تصویر بھی لگا دی گئی ہے۔ صفحات ۴۸ قیمت بالکل براے نام۔ یعنی صرف ایک آنہ۔

نقشہ اعمال ۱ تا ۱۵ ابواب۔ بمنزیوں کے طلبا کو پولوس رسول کے پہلے سفر کا کوئی نقشہ نہ ہونے کے باعث جو دقت تھی وہ اس نقشہ سے دور ہو گئی ہے۔ اس میں تین نقشے ہیں۔ (۱) وہ مقامات جنکا ذکر اعمال کے پہلے ۱۵ بابوں میں ہوا (۲) پولوس رسول کا سفر اول ہوگا۔ اور (۳) جو سفر اول کی واپسی کے مقامات۔ یہ دو رنگوں میں چھپا ہے جو چرچ مشن نے مناودوں اور کیبنی کلسوں کے لئے خاص طور پر تیار کر دیا ہے۔ سائز ۱۵ انچ ۲۰ انچ ۱۰/۔

موازنہ بائبل وقرآن۔ یہ کتاب ایک عرصہ سے ختم ہو کر نایاب ہو گئی تھی۔ اب بعد اپزادو تصحیح دوبارہ چھپ رہی ہے قیمت ۱۲/ مقرر ہوئی ہے۔ اور اندازہ ہے کہ پندرہ دنوں تک تیار ہو جائیگی آرڈر رجسٹر کرالیں تاکہ چھپتے ہی بھیج دی جائے۔

بشارتی مہم کا ہفتہ

آرہا ہے اور ہماری نئی فہرست تیار ہو رہی ہے جس میں بشارتی ٹریکٹ رسالوں اور ہینڈبلوں کے نام اور قیمتیں درج ہونگی۔ تمام انگریزی داں یہ فہرست خط لکھ کر مفت منگا لیں۔

مرد نور اور کہانی کے نظیر یسوع کی زندگی کا بیان ۳/ ایک آئی۔

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خاتون اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک بورڈ پرائمری سے ہائی تک ۵ روپیہ۔ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق متفرق اخراجات ۳/ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فی صدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جرکشا ماہ ۵ سے مالت تک اور کرد کرول عہ۵ سے ۳/۵ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل وہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مجرب علاج ۱۲/۱۳

دمہ کا شرطیہ علاج۔ دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا شرطیہ جاتا ہے۔ دوہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے قیمت عہ/ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

بخار کی حکمی دوا۔ اس کے استعمال سے روزانہ تیسرے چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲/۔

تاپ تلی یا طحال کی لاثانی گولیاں۔ ان گولیوں کے استعمال سے چند ہی دنوں میں طحال اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے۔ نہایت مجرب گولیاں ہیں قیمت عہ/ ملنے کا پتہ:-

ڈاکٹر ای۔ این اوبیڈا یہ۔ خورجہ ضلع بلند شہر